جہادِ پاکستان

مؤلف

مفتی ابوہشام مسعود

جہادِ پاکستان

مؤلف

مفتی ابو ہشام مسعود
{حفظہ اللہ}

www.jhuf.net

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقدّمۃ

نحمدہ ونصلی علی رسولہِ الکریم،، اما بعد۔۔!

ہمارے ملک پاکستان میں کچھ ایسے عناصر ہیں جو سرے سے جہاد کا فلسفہ ہی غلط سمجھتے ہیں، جہاد کو فساد سے تعبیر کرتے ہیں۔ روشن خیالی کے سمندر میں غوطے لگا رہے ہیں۔ روشن خیالی کا یہ سمندر جب تک خشک نہ ہو تب تک یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔

اور اکثر لوگ ایسے ہیں کہ یہود نصاریٰ سے لڑنا، جہاد کرنا تو ان کو سمجھ آتا ہے مگر پاکستانی فوج کیخلاف لڑنا ان کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ اب ایسے لوگوں کو سمجھانے کے واسطے کافی کاوِشیں ہوئی ہیں اس موضوع پہ کتابیں بھی موجود ہیں اور مختلف کتابوں سے اقتباسات بھی موجود ہیں۔ مگر اعتراض اور غلط فہمیوں کے ساتھ پھر وہ ہمت نہیں کہ اگر بات خود سمجھ میں نہ آئے تو ان کتابوں کا مطالعہ کریں تا کہ بات سمجھ میں آجائے۔

اگر بات مختلف کتابوں کے اندر بکھری ہوئی ہے تو اکٹھا کرنے کی ہمت نہیں اور اگر کوئی اور ہمت کر کے اکٹھا کر کے دے مگر صفحات کی تعداد کچھ بڑھ جائے تو پھر پڑھنے کی ہمت نہیں۔ کیونکہ بصیرت کے ساتھ دشمن اور دوست کی پہچان کا جذبہ تقریباً مفقود ہو چکا ہے۔ لہٰذا موجودہ حالات کی بصیرت حاصل کرنے کے لئے موجودہ حالات کا انتہائی گہرائی سے مطالعہ کرنا بھی ہم ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔

لہٰذا موجودہ حالات کے اعتبار سے پاکستان میں موجود جہاد کی فرضیت اور ضرورت کو اس انداز سے اجمالاً بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ کم ہمت اور مصروف آدمی کے سامنے بھی ایک حد تک بات سمجھ آجائے اور مطمئن بھی ہو جائے۔ چونکہ میرے اندر اتنی استعداد نہیں تھی کہ براہ راست قرآن اور حدیث سے اس درجہ کا استنباط کر سکوں اور نہ ہی اس ہجرت کے وقت اتنی کتابیں مہیّا ہو سکتی ہیں لہٰذا میں نے ''شیخ ابو یحییٰ اللیبی'' کی کتاب ''شمشیرِ بے نیام'' {جو اسی موضوع پہ تفصیلی لکھی گئی ہے} سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ اور میں نے لوگوں کے ذہن کا جو مطالعہ کیا تھا اور روزمرّہ لوگوں کی طرف سے جس انداز سے اس موضوع پر اشکالات سامنے آرہے تھے۔ تقریباً اسی کے مطابق میں نے اس کتاب سے عبارات کا چناؤ کر کے اس مختصر رسالے کو ترتیب دیا اور کچھ

اشکالات کا اپنی طرف سے ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

معلوم نہیں میری یہ حقیر سعی میرے دعوے کے مطابق ہوگی یا نہیں، اگر ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے اللہ تعالیٰ مجھے اسکا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔
اور علماء حضرات سے ایک بار پھر تائید کی گزارش ہے، اور اگر کمی کوتاہی ہے تو یہ میرے نفس کی شرارت ہے۔ لہٰذا علماء حضرات سے مشفقانہ انداز سے تصحیح کا خواستگار ہوں لہٰذا میری فکر اور سوچ میں میری رہنمائی فرمائیں کہ میں تہہ دِل سے شکر گزار رہونگا۔

فقط

والسلام

ھم کفار کیخلاف کیوں لڑتے ھیں؟

کفار کی ذات سے ہماری کوئی دشمنی نہیں، بلکہ کفار جن امور کے مرتکب ہیں وہ اس قابل ہی ہیں کہ ہم ان کیخلاف لڑیں۔ کیوں کہ ان امور کے مرتکب ہونے کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان سے لڑنے کا حکم دیا ہے۔ جس کی بناء پر ہمارا اختیار ختم ہو چکا ہے کہ چاہے ہم ان سے لڑیں چاہے نہ لڑیں، نہیں بلکہ لڑنا ضروری قرار دیا ہے۔ جسکو ہم مختصراً بیان کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ تحریر اگر کچھ لمبی ہو جائے تو آج کے بے ذوق اکتا جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

{وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ} البقرۃ، ۱۹۳

ترجمہ: اور لڑو ان سے یہاں تک کہ فتنہ {فساد} باقی نہ رہے، اور حکم رہے خدا تعالیٰ ہی کا، پھر اگر وہ باز نہ آئیں تو کسی پر زیادتی نہیں مگر ظالموں پر۔

''یعنی کافروں سے لڑائی اس واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور کسی کو دین سے گمراہ نہ کرسکے اور خاص اللہ ہی کا حکم جاری رہے۔ سو جب وہ شرک سے باز آ جائیں تو زیادتی سوائے ظالموں کے اور کسی پر نہیں یعنی جو بدی سے باز آ گئے وہ اب ظالم نہ رہے تو اب ان پر زیادتی بھی مت کرو۔ ہاں جو فتنہ سے باز نہ رہیں اُن کو شوق سے قتل کرو''۔

{تفسیر عثمانی}

دوسری جگہ ارشاد ہے:

{وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا} النساء، ۷۵

ترجمہ: اور تم کو کیا ہوا کہ نہیں لڑتے ہو اللہ کی راہ میں اور ان کے واسطے جو مغلوب ہیں مرد اور عورتیں اور بچے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں نکال اس بستی سے کہ ظالم ہیں یہاں کے لوگ اور کر دے ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور کر دے ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار۔

''یعنی ۲ وجہ سے تم کو کافروں سے لڑنا ضروری ہے، ایک تو اللہ کے دین کو بلند اور غالب کرنے کی غرض سے، دوسرے جو مظلوم مسلمان کافروں کے ہاتھ میں بے بس پڑے ہیں انکو چھڑانے اور خلاصی دینے کی وجہ سے، مکہ میں بہت لوگ تھے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ہجرت نہیں کر سکے اور انکے اقرباء انکو ستانے لگے کہ پھر کافر ہو جائیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ تم کو ۲ وجہ سے کافروں سے لڑنا ضروری ہے تاکہ اللہ کا دین بلند ہو اور مسلمان جو کہ مظلوم اور کمزور ہیں کفار مکہ کے ظلم سے نجات پائیں''۔

{تفسیرِ عثمانی}

حضور ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

وعن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ "امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللّٰہ وان محمدا رسول اللّٰہ ویقیموا الصلوۃ ویئوتوا الزکوۃ فاذا فعلوا ذٰلک عصموا منی دمائھم واموالھم الا بحق الاسلام وحسابھم علی اللّٰہ"

{بخاری، مسلم}

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" مجھے میرے رب نے کفار سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار و گواہی اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے

تک لڑنے کا حکم دیا ہے جب کفار ان احکام کو مان لیں گے تو وہ اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے محفوظ کر لیں گے ہاں اسلام کا حق اب بھی باقی رہے گا اور پوشیدہ اعمال کا حساب اللہ کے حوالے ہے"۔

فائدہ میں حضرت مولانا فضل محمد صاحب حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"اللہ نے تمام انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا ہے، جب انسان اللہ تعالٰی کی عبادت کرتے ہیں تو وہ اپنے بندوں کی بندگی سے آزاد ہو کر خالقِ و مالک کے غلام اور بندے بن جاتے ہیں۔ پھر خالق مالک کی جانب سے ان کی وفادار بندوں کی جان و مال کی حفاظت ہوتی ہے۔لیکن یہی انسان اگر اپنے خالق و مالک سے باغی ہو کر عبادت کے بجائے بغاوت پہ اُتر آتے ہیں تو اب یہ لوگ انسان کے درجے سے گر کر حیوان کے درجے میں اُتر آتے ہیں، پہلے انسان اشرف المخلوقات میں شمار ہوتے تھے لیکن اب یہ لوگ

ارذل المخلوقات {مخلوقات میں سب سے ذلیل)} ہو کر باغی ہو جاتے ہیں، خالق و مالک کی غلامی کے بجائے یہ لوگ غلاموں کے غلام ہو جاتے ہیں اور جانوروں کی طرح انکی خرید و فروخت جائز ہو جاتی ہے۔ اسی لئے خالق کی وفادار فوج مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے کہ خالق کی اس باغی فوج لڑ وان کو قتل کرو، قید و بند میں رکھو اور غلام بنا کر بازاروں میں بیچو یا گھر میں بطورِ خادم رکھو، انکے اموال کو بطورِ غنیمت لے کر کھاؤ اور انسانیت کے جسم میں کفر کا یہ مہلک اور خطرناک پھوڑا جہاد کے آپریشن کے ذریعہ کاٹ کر الگ کرو تاکہ باقی جسم اس خطرناک کینسر سے پاک اور محفوظ ہو جائے۔

الغرض جبتک دنیا میں کفر و فساد ہو گا جہاد کی تلوار سونتی رہیگی ،اس حدیث میں اسی فلسفہ اسی حکمت کی طرف اشارہ ہے۔حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جہاد کفر کے وجود کیساتھ مربوط {ملا ہوا} ہے جہاں کفر ہو گا وہاں جہاد ہو گا۔ یہاں تک کہ قانونِ اسلام غالب آ جائے اور خدا کی زمین پر خدا کا نظام و قانون نافذ ہو جائے۔

{دعوتِ جہاد، ص ۶۴، ۶۳}

مذکورہ بیان سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ دُنیا میں ۲ قسم کے نظام ہیں: {۱} شریعت کا نظام {۲} جاہلیت کا نظام

اور یہ بات بھی واضح ہو رہی کہ لوگ بھی ۲ قسم کے ہیں {۱} شرعی نظام قائم کرنے والے {۲} جاہلی {شیطانی} نظام قائم کرنے والے۔

شرعی نظام قائم کرنے والوں سے اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ ان کفار جاہلیت کا نظام قائم کرنے والوں کیساتھ لڑو یہ کمزور ہیں کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا} النساء ۷۶

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پس تم شیطان کے ساتھیوں سے لڑو۔ بے شک شیطان کی چال نہایت کمزور ہے۔

لہذا مذکورہ وجوہات کی بنیاد پہ کفار سے لڑنا ہمارے لئے ناگریز ہے کہ کفار یہ نظام تمام دُنیا پہ مسلط کر رہے ہیں اور کافی حد تک مسلط کر دیا ہے اور ہر سو مسلمانوں پہ بے شمار ظلم ڈھا رہے ہیں۔

جو بھی اس شیطانی لشکر کیساتھ ملکر مسلمانوں کیخلاف لڑیں، اسکی معاونت کریں وہ بھی اسی حکم میں ہے

سلف وخلف کے علماء اس امر پہ متفق ہیں کہ کفر واسلام کی جنگ میں کفار کا ساتھ دینا اور مسلمانوں کے مقابل ان {کفار} کی مدد کرنا ان خطرناک جرائم میں سے ہے جو ایک مسلمان کو دین سے خارج کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ} المائدہ ۵۱

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود ونصاری کو اپنا دوست مت بناؤ، یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور ساتھی ہیں۔ اور تم میں سے جو کوئی بھی ان کو دوست بنائے وہ انہی میں سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتے۔

امام قرطبیؒ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"{وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ} ای یعضدھم علی المسلمین، {فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ} بین تعالی ان حکمه کحکمھم"

"{اور تم میں سے جو کوئی بھی انہیں اپنا دوست بنائے} یعنی مسلمانوں کے مقابلے میں انکی مدد کرے {تو وہ انہی میں سے ہے} یعنی اسکا اور ان کا {یہود ونصاری} کا شرعی حکم ایک سا ہے"۔

امام طبریؒ {فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ} "وہ انہی میں سے ہے" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"فھو من اھل دینھم وملتھم"

"وہ انہی {یہود ونصاری} کے دین وملت پر ہیں"۔

امام مظہری حنفیؒ {فَاِنَّہ' مِنۡھُم} کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"یعنی کافر منافق"

"یعنی وہ انہی کی طرح کافر ہے منافق ہے"۔

امام ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں:

"وانما المراد احد وجھین: ان کان الخطاب لکفار العرب فھو دال علی ان عبدہ الاوثان من العرب اذا تھودوا او تنصروا کان حکمھم حکمھم وان کان الخطاب للمسلمین فھو اخبار بانہ کافر مثلھم بموالاتہ ایامھم"۔

"اس آیت مبارکہ میں ۲ میں سے کوئی ایک معنی ہیں: اگر تو یہاں کفار عرب سے خطاب ہے تو پھر تو یہ آیت اس بات پہ دلالت کرتی ہے کہ عرب کے بت پرست اگر یہود و نصاری ہو جائیں تو ان پر بھی یہود و نصاری والے شرعی احکامات لاگو ہوں گے، اور اگر یہاں مسلمانوں کو مخاطب کیا جارہا ہے تو پھر آیت ہمیں بتلاتی ہے کہ جو مسلمان کفار کا ساتھ دے وہ انہی کی طرح کافر ہو جاتا ہے"۔

علامہ جمال الدین قاسمیؒ فرماتے ہیں:

''اور جو شخص ان کے ساتھ {یہود و نصاری} دوستی کرے گا بے شک وہ ان ہی میں سے ہوگا، یعنی وہ انکی جماعت اور پارٹی میں سے ہوگا اور اسکا حکم بھی ان کافروں کی طرح ہوگا، اگرچہ وہ دوستی کرنے والا یہ گمان کرتا ہے کہ دین کے اعتبار وہ ان کافروں کے مخالف ہے، لیکن اس کی موجودہ حالت دلالت کرتی ہے کہ وہ ان میں سے ہے، کیونکہ یہ شخص ان کافروں کی کامل و مکمل طور پہ موافقت کرتا ہے''۔

{محاسن التاویل للقاسمی، ج ۶، صفحہ ۲۴۰}

دوسری جگہ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

''اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا، یعنی کافروں کو مسلمانوں کیخلاف قوی اور مضبوط کرے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا، اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اس آدمی کا حکم ان کافروں کا حکم ہے، اور ایک مرتد کی میراث مسلمانوں کو ماننے کیلئے یہی مانع ہے اور یہ حکم تا قیامت باقی رہے گا۔ یہاں تک فرمایا {وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمۡ فَاِنَّہ'} شرط اور اسکا جواب ہے۔ یعنی کافر یہود و نصاری سے دوستی کرنے والے نے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی مخالفت کی ہیں۔ ایسے آدمی سے دشمنی کرنا واجب ہے جیسا کہ کفار یہود و نصاری کیساتھ دشمنی کرنا واجب ہے۔ اور ایسے آدمی سے اس طرح دشمنی کرنا واجب ہے جیسا کہ کفار یہود و نصاری کیساتھ دشمنی کرنا واجب ہے۔ اور ایسے آدمی پر جہنم اس طرح واجب ہے جیسا کہ یہود و نصاری پر جہنم واجب ہے۔ پس یہ شخص یہ کفار، یہود و نصاری کی پارٹی میں ہو گیا اور یہ انکے ساتھیوں کے مانند ہو گیا۔

{تفسیر القرطبی، ج ۱، صفحہ ۲۱۷}

اس بارے میں اکابر علماء دیوبند میں سے مولانا حسین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کا ایک تاریخی اور قابلِ توجہ فتویٰ

قتل مسلم کی مختلف صورتوں پہ بحث کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''قتلِ مسلم کی دوسری صورت یہ ہے کہ اس فعل کو حلال سمجھے اور اس پر نادم اور متاسف نہ ہو، مثلاً کوئی مسلمان فوجی ہو اور وہ یہ سمجھے کہ لڑائی ہی ہمارا کام ہے۔ مسلمان سامنے ہونگے تو ان ہی سے لڑیں گے، یعنی مسلمانوں پر تلوار اٹھانا کوئی گناہ کی بات نہیں۔ یا یوں سمجھے کہ ہمارے مالکوں کا یہی حکم ہے، ہم نے ان کا نمک کھایا ہے اس لئے ہمیں ایسا ہی کرنا چاہئے۔ یعنی اگر کوئی اپنا نمک کھلا کر حکم دے کہ مسلمانوں کا قتل کرو تو قتل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، تو اس صورت میں تمام امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ وہ شخص قطعاً وحتماً کافر ہے۔ یعنی اس کفر کا مرتکب ہوا ہے جو ملت سے خارج کر دیتا ہے۔ اس کا حکم شرعاً یہی ہوگا جو تمام کفار و مشرکین کا ہے۔ دنیا میں بھی اور عاقبت میں بھی کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ اسکو مسلمان سمجھے اور اس سلوک کا حقدار کہے جو مسلمانوں کو مسلمانوں کیساتھ کرنا چاہئے۔

قتلِ مسلم کی تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی مسلمان کافروں کے کیساتھ ہو کر ان کی فتح و نصرت کیلئے مسلمانوں سے لڑے یا لڑائی میں انکی معاونت کرے۔ اور جب مسلمان اور غیر مسلموں میں جنگ ہو رہی ہو تو وہ غیر مسلموں کا ساتھ دے۔ یہ صورت اس جرم کے کفر و عدوان کی انتہائی صورت ہے اور ایمان کی موت اور اسلام کے نابود ہو جانے کی ایک اشد حالت ہے جس سے زیادہ کفر و کافری کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ دنیا کے وہ سارے گناہ، معصیتیں ساری ناپاکیاں ہر طرح و ہر قسم کی نافرمانیاں جو ایک مسلمان اس دنیا میں کر سکتا ہے یا ان کا وقوع دھیان میں آ سکتا ہے۔ سب اسکے آگے ہیچ ہیں۔ جو مسلمان اس کا مرتکب ہو، وہ قطعاً کافر ہیں اور بدترین قسم کا کافر ہیں۔ اسکی حالت کو قتلِ مسلم کی پہلی صورت پر قیاس کرنا ہرگز درست نہ ہوگا۔ اس نے صرف قتلِ مسلم ہی کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ اسلام کے خلاف دشمنانِ حق کی اعانت و نصرت کی ہے۔ اور یہ بالاتفاق اور بالاجماع کفرِ صریح اور قطعی مخرج من الملۃ ہے۔ جب شریعت ایسی حالت میں غیر مسلموں کیساتھ کسی طرح علاقہ محبت رکھنا بھی جائز نہیں رکھتی تو صریح اعانت فی الحرب (جنگ میں مدد) اور حمل السلاح علی المسلم (مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانے) کے بعد کیونکر اسلام و ایمان باقی رہ سکتا ہے۔

{قتلِ مسلم، ص: ۵۰۲، ۵۰۱۔ از کتاب۔ معارف مدنی۔ افادات، مولانا حسین احمد مدنی، جمع و ترتیب، مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی}

نکتہ! مولانا حسین احمد مدنیؒ کے اس جملے ''کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ اس (فوجی) کو مسلمان سمجھے اور اس سلوک حقدار کہے جو مسلمانوں کو مسلمانوں کیساتھ کرنا چاہئے، سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوئی کہ ان فوجیوں کو مسلمان کہنا {تقویٰ} اور {احتیاط} نہیں کہ بلکہ ایک ناجائز کام ہے اور ناجائز کام تقویٰ نہیں ہو سکتا۔

مذکورہ دلائل سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ کفار ''یہود و نصاریٰ'' سے دوستی رکھنا اور مسلمانوں کیخلاف اسکی مدد کرنا کفر و ارتداد ہے۔

پاکستانی فوج اور حکمرانوں نے علی الاعلان مسلمانوں کے خلاف کفر کا ساتھ دیا

۱}...... پاکستان نے افغانستان پر اتحادی افوج کے قبضے کے دوران، علی الاعلان نصاریٰ کا ساتھ دیا، فرنٹ لائن اتحادی بنا، مسلمانوں کیخلاف ان کی ہر ممکن مدد کی۔

۲}...... ہزاروں مجاہدین کو انکی دلجوئی کیلئے شہید کیا اور ہزاروں کو قید کر کے ڈالروں کے عوض فروخت کیا۔

۳}...... اسلام کے دشمنوں کیلئے پاکستان کے تمام دروازے کھول دئے یہاں تک کہ صلیبی لشکر کا ۷۰ فیصد عسکری اور غیر عسکری سامان پاکستان کی حفاظت میں افغانستان جاتا ہے۔

۴}...... ان کفار دوست عیش پرست حکمرانوں کا کفار کو خوش رکھنے کیلئے اور اپنی عیاشی کو برقرار رکھنے کیلئے اسلامی نظام کو کچلنے کے نتیجے میں ایسی نسل وجود میں آئی جو اسلام کے صرف نام سے واقف ہے۔ شرعی احکامات کو صرف نام کی حد تک جانتے ہیں، باقی ان احکامات پہ عمل کرنا عار سمجھتے ہیں، اس کو تاریک خیالی سے تعبیر کرتے ہیں۔ دیندار لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے قدم پر قدم رکھنا قابلِ فخر و تقلید سمجھتے ہیں۔

۵}...... ان حکمرانوں نے روشن خیالی کے نام پر بے حیائی کو فروغ دیا۔ عیاشی کے اڈے کھول دئے اور پھر ان تمام نافرمانیوں کے تحفظ کیلئے فوج کو استعمال کیا۔ آج تمام جاسوس اور سیکیورٹی ادارے صلیبیوں کے عقائد اور اعمال بد کے تحفظ میں مشغول ہیں۔ جن اداروں کی تربیت مسلمانوں کا خون چوس کر ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے اپنا پیٹ کاٹ کر ان کو پالا۔

اپنے بیوی، بچوں کو بھوکا پیاسا رکھ کر ان کی تربیت کیلئے سہولیات فراہم کی وہی ادارے آج صلیبی مسلمانوں کا خون بہانے کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔ سوات، وزیرستان، باجوڑ اور لال مسجد کی مثالیں کس سے مخفی ہیں......؟؟

۶}...... ہمارے فوجی اڈے، ائربیس سب کچھ دشمن کے ہاتھوں میں ہیں اور یہاں سے اڑ کر ہمارے اوپر ہی بم برسا رہے ہیں۔

اب اس بڑھ پاکستانی فوج کی مسلمانوں کیخلاف یہود و نصاریٰ کی مدد اور دوستی کیا ہوسکتی ہے......؟؟ اس بات پر تو دلائل ذکر کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ ساری دنیا پاکستان کا کردار دیکھ رہی ہے۔ اور یہ خود بھی روزانہ ببانگ دہل یہ نعرے لگا رہا ہے کہ میں فرنٹ لائن اتحادی ہوں، بلکہ مسلمانوں کیخلاف اس جنگ کو اپنی جنگ قرار دے رہا ہے۔ یہ حکمران روزانہ ہم اپنی رِٹ قائم کرنے کیلئے ان سے آخری دم تک لڑیں گے۔ یعنی اپنا کفری نظام قائم کرنے تک لڑتے رہیں گے۔

پاکستانی رِٹ اسلامی نہیں

پاکستان کا عدالتی نظام، سیاسی نظام، معاشی نظام، پاکستانی فوج اور سیکورٹی ادارے سب اسلام کی بیخ کنی کیلئے استعمال ہو رہے ہیں۔ جس عدالت کا جج رانا بھگوان داس جیسا مشرک ہندو ہو، تو اس عدالت کا اسلامی ہونا کون تسلیم کرے گا۔

''مفتی محمودؒ کا قول ہے کہ پاکستانی عدالتیں مسلسل استعماری عیسائیوں کے وضع کردہ قوانین کے مطابق فیصلہ دیتی آرہی ہیں''۔

ان ججوں کی شکل وصورت، انکی وضع قطع، انکی زبان اور انکے بیٹھنے کا انداز سب باہر سے درآمد شدہ ہیں، اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی مرضی کیخلاف ہیں {جن کا عدالتوں سے واسطہ پڑا ہے وہ اس بات سے بخوبی واقف ہیں}۔

اور سیاسی نظام جمہوریت ہے جو کہ بالاتفاق کفر ہے { جس کی تفصیل کتب میں موجود ہے، یہاں طوالت کے پیشِ نظر تحریر کی گنجائش نہیں ہے } اور معاشی نظام سرمایہ دارانہ اور سودی لین دین پہ مبنی ہے۔ آج یہود و نصاریٰ پورے زور و شور سے مسلمانوں کا معاشی نظام سود میں تبدیل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ ہر تجارتی کمپنی سودی نظام پر قائم ہو۔ سودی لین دین کے روزانہ نئے نئے طریقے ایجاد کئے جا رہے ہیں۔ اور بڑے درد اور افسوس کی بات ہے کہ ہم مسلمان عوام نہیں بلکہ علماء حضرات اپنی شریعت کو حیلے اور بہانوں کے ذریعے اس سودی نظام کا تابع بنا رہے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج مسلمانوں کے ذہنوں سے یہ بات نکل گئی ہے کہ ہمارے پاس بھی کوئی اسلامی معاشی نظام ہے۔ یہاں تک کہ سود کا مہلک ہونا اور اسکی حرمت بھی لوگوں کے ذہنوں سے نکلتی جا رہی ہے۔ اسلامی معیشت کیلئے جُہد کا تو سوچ بھی نہیں سکتے ہیں کہ

یہی سودی کاروبار حیلہ بہانے سے جائز ہو رہا ہے تو اسلامی معیشت کی کیا ضرورت کہ پتہ نہیں اس میں کہیں کاروبار کا ہی نقصان نہ ہو جائے، لہٰذا شریعت کو اسی غلامی کی زنجیروں میں ہی جکڑا رہنے دو۔ خیر مطلب یہ کہ معاشی نظام اسلامی نہیں ہے { تفصیل کی گنجائش نہیں }۔

سیکورٹی اداروں کی بحث تو پہلے ہی آ چکی ہے۔

مختلف دینی جماعتیں پاکستان میں کفری قانون کی بڑی دلیل ھیں

پاکستان کی مختلف دینی جماعتیں برسوں سے اس نظام کیخلاف جد و جہد میں مصروف ہیں۔ اسلامی حکومت کا مطالبہ کر رہی ہیں اور برسوں سے انکا یہ مطالبہ پورا نہیں ہو رہا ہے۔ اس سے دو باتیں بالکل واضح طور پر ثابت ہو رہی ہیں:

{ ۱ }...... موجودہ نظام غیر اسلامی ہے یہ حکومتی رٹ اسلامی نہیں۔ ورنہ یہ دینی جماعتیں کیوں نفاذِ شریعت (اسلامی نظام) کا مطالبہ کر رہی ہیں......؟؟

{ ۲ }...... حکومتِ پاکستان شریعت کے نفاذ سے انکاری ہے، ورنہ پھر اختلاف کی کیا وجہ؟؟...... تو کیا شریعت سے انکار کی بناء پر یہ کافر و مرتد نہیں ہونگے......؟؟؟؟

لہٰذا لوگوں کا یہ کہنا کہ پاکستانی فوج مسلمان ہے، ان کے خلاف لڑنا جائز نہیں ہے یہ باتیں بے بنیاد ہیں۔ اور یہ تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جو لوگ کفری قانون کو نافذ کرنے کیلئے لڑ رہے ہیں انکے خلاف لڑنا اللہ کا قطعی حکم ہے۔

کیا حکومت بیرونی دباؤ کی وجہ سے شرعی نظام نافذ نہیں کرتی؟

بعض غفلت کی گہری نیند سوئے حضرات کہتے ہیں کہ پاکستان حکام شریعت کیخلاف نہیں اسلامی نظام کے قائل ہیں مگر ان پر بیرونی دباؤ ہے لہٰذا یہ مجبور اور معذور ہیں، ان حضرات سے ہماری گزارش ہے کہ

پہلے تو یہ اپنے چھ فٹ جسم پہ شریعت نافذ کرتے اگر یہ اسلام کے قائل ہوتے تا کہ ہم مطمئن ہو جاتے کہ یہ واقعی مسلمان بندے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ ان تمام دینی جماعتوں سے ہمارا یہ مطالبہ ہے جو کہ موجودہ کیخلاف برسرِ پیکار ہیں کہ وہ یہ مخالفت چھوڑ دیں کہ جب حکمران بیچارے مجبور ہیں ان پر بیرونی دباؤ ہے تو پھر یہ اپنا وقت کیوں برباد کرتے ہیں۔ کسی اور دینی کام میں لگ جائیں۔

تیسری بات یہ کہ اگر یہ حکمران خود مجبور ہیں تو ان قوتوں سے ٹکر لینے والوں کی مخالفت عملی طور پر کیوں کرتے ہیں، حقیقی متقی پرہیزگار مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے

مٹانے میں کیوں نمایاں کردارادا کررہے ہیں،اپنے ملک میں عیاشی کے اڈے،زناء،شراب کے اڈوں کوکیوں فروغ دے رہے ہیں۔

چوتھی اور آخری بات یہ ہے کہ حکومت روزانہ خود یہ دعویٰ کرتی ہے کہ پاکستان ایک خودمختاراورآزادریاست ہے جیسے اپنے اندرونی حالات پرمکمل قبضہ ہے،اور پاکستانی فوج کسی کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ ملک کی قومی سلامتی یا آزادی وخودمختاری کوخطرے میں ڈالے۔جس ملک کے ہرگوشہ میں فوجی اڈے موجودہوں اور گھر گھر جاسوسوں کا جال پہنچ چکاہواورروزانہ یہ ببانگ دہل دعوے کرتے ہوں کہ ہم کسی کے دباؤمیں نہیں آتے ہم ہرخطرے سے نمٹنے کیلئے تیارہیں وغیرہ وغیرہ۔تواتنی شان والی منظم حکومت کونفاذِشریعت سے کیاچیز مانع ہے......؟؟حالانکہ اسکی تمام شان وشوکت اورنظم وضبط اسلام اورمسلمانوں کیخلاف اورکفارکی موافقت میں استعمال ہورہاہے۔

توپھردوباتوں سے ایک بات تویہ ہے کہ یاتویہ خودمختارملک نہیں ہے بلکہ کفارکی چھاؤنی ہے،ایک عسکری اورفکری اڈاہے جسے اسلام کومنہدم کرنے کیلئے استعمال کیاجارہاہے۔اوراس کی باگ دوڑمسلم نماکفارکے ہاتھ میں ہے۔

یہ احمق جس جنگ کواپنی جنگ قراردے رہے ہیں جوکہ حکومتی رِٹ قائم کرنے کے دعوے سےلڑرہے ہیں۔لہٰذایہ دراصل کفارکےعسکری اورفکری اڈے کی حفاظت کررہے ہیں۔

لہٰذاجس طرح کفارکوختم کرناضروری ہےاسی طرح انکی چھاؤنی ختم کرنابھی ضروری ہے،خاص کرجوچھاؤنی عملی طورپرکفارکےدفاع کی خاطرفرنٹ لائن پہ آئی ہو۔

یااگرواقعی یہ خودمختارملک ہے جیساکہ ان کادعویٰ ہے پھرتومعترضین حضرات کے پاس کوئی حجت نہیں......کہ پھرتویہ مسلمانوں کوختم کرکےکفری نظام {جوکہ پاکستان میں موجودہے} کےدفاع میں لڑرہے ہیں تواس کیخلاف جہادمیں شک کی گنجائش نہیں رہی۔

آفسروں کے علاوہ نچلے طبقے کی مجبوری کوئی شرعی عذر نہیں

آج پاکستانی فوج،ایف سی،پولیس والے یہودونصاریٰ کوخوش کرنے کیلئے دین اوراہلِ دین اسلامی شعائر،مساجد،مدارس،مراکزپہ حملہ آورہوتے ہیں اوریہ سب اپنی مرضی سے ان نوکریوں میں شاہوتے ہیں اس بھرتی میں کسی پرکوئی جبرنہیں،جیساکہ لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ بیچارےتومجبورہیں انکی تو نوکریاں ہیں کیاکریں وغیرہ،خاص کرآج کل حالات کے پیش نظرجوبھرتی ہورہی ہےتوکون اس بات سے ناآشنا ہے کہ یہ بھرتیاں مجاہدین کیخلاف ہورہی ہیں کہ حکومت خوداعلان کررہی ہے کہ موجودہ جنگ کیلئے ہمارے پاس نفری کم ہے لہٰذاہمیں مزیدبھرتیوں کی ضرورت ہے پھربھی یہ دھڑادھڑبھرتی ہورہے ہیں،حکومت نے کسی کوبھی زبردستی بھرتی نہیں کیاہے۔لہٰذاپہلےتویہ مجبورنہیں ہیں اوراگربالفرض مجبوربھی ہیں تویہ کوئی شرعی عذرنہیں ہے۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

ترجمہ:"ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نیندمیں کچھ اضطراب کاشکارہوئے۔بیدارہونے پرہم نے سوال کیاکہ آج نیندمیں آپ کی جوحالت تھی عموماًتوایسی حالت نہیں ہوتی......؟؟آپ ﷺ نے فرمایاتعجب کی بات ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ بیت اللہ پرچڑھائی کرنے کی نیت سے نکلیں گےان کامقصدایک قریشی آدمی کومغلوب کرناہوگاجوبیت اللہ میں پناہ لےچکاہوگایہاں تک کہ جب یہ مقامِ بیداءپہنچیں گےتوانہیں زمین میں دھنسادیاجائیگا۔ہم نےاستفسارکیا،اےاللہ کےرسول ﷺ!راستہ توبہت سے{غیرمتعلقہ} لوگوں کوبھی اکٹھاکردیتاہے......؟

آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں ان میں سے ایسے لوگ بھی ہوں گے جو جانتے بوجھتے بیت اللہ پر چڑھائی کرینگے، جبکہ بعض مجبور اور بعض مسافر بھی ہوں گے، یہ سب اکٹھے ہلاک ہوں گے۔ البتہ قیامت والے دِن انہیں الگ الگ اُٹھایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی نیت کے مطابق اُٹھائے گا۔

{مسلم واحمد}

امام نوویؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''اس حدیث سے فقہی احکامات معلوم ہوتے ہیں کہ ظالموں کی قربت سے بچنا چاہیئے اور ظالموں، باغیوں اور ایسے ہی دیگر اہلِ باطل کیساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہیئے، تاکہ ان پر نازل ہونے والی سزاء سے بچا جاسکے۔ اس حدیث سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ جو شخص کسی گروہ {اس میں شامل ہو کر محض ان} کی تعداد میں اضافے کا سبب بنتا ہے تو دُنیا کی ظاہری سزاؤں میں سے اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جاتا ہے جو اس پورے گروہ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

{شرح النووی علی مسلم...۱۸۱۷}

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

{من کثر سواد قوم فھو منھم، ومن رضی عمل قوم کان شریک من عمله به}

ترجمہ: ''جو شخص کسی گروہ {میں شامل ہو کر ان} کی تعداد بڑھائے وہ انہی میں سے ہے اور جو کسی گروہ کے عمل پر راضی رہے وہ ان کے عمل میں شریک ہے''۔

{ابویعلی}

مجبور اور غیر مجبور میں فرق نہ تو لازم ہے اور نہ ہی ممکن

علامہ ابنِ تیمیہؒ فرماتے ہیں

ترجمہ: ''پس اللہ تعالیٰ نے اس پورے لشکر کو تباہ کر ڈالا جو اس کی حرمتوں کو پامال کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور قدرت رکھنے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے ان میں سے مجبور اور غیر مجبور میں تمیز نہ کی، البتہ قیامت کے دِن ان میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی نیت پر اُٹھایا جائے گا {پس جب اللہ جل جلالہ نے قدرت رکھنے کے باوجود ان میں تمیز نہ کی} تو اللہ کے مجاہد بندوں پر یہ کیوں کر واجب ہو سکتا ہے کہ وہ مجبور اور غیر مجبور میں تمیز کریں حالانکہ وہ تو اس سے واقف بھی نہیں ہیں......؟؟ بلکہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ بھی کرے کہ وہ اس کے کسی کام نہ آئے گا۔ جیسا کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب بدر کے دِن مسلمانوں نے انہیں قید کر لیا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے تو زبردستی لایا گیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا ہم تو تمھارے ظاہر کے مطابق تم سے معاملہ کریں گے، جبکہ تمھارے باطن کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔

صرف یہی نہیں بلکہ اگر لشکرِ کفار میں امت کے صالح ترین لوگ {زبردستی لائے گئے} ہوں اور اس لشکر سے لڑنے کی اس کے سواء کوئی صورت نہ ہو کہ یہ صالحین بھی ساتھ قتل ہوں تو {جنگ نہیں روکی جائیگی} انہیں بھی ساتھ ہی قتل کر دیا جائے گا۔ کیونکہ اس بات ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ اگر کفار کچھ مسلمان کو ڈھال بنالیں، اور ان کفار کیخلاف قتال ترک کرنے کی صورت میں باقی مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں یہ جائز ہوگا کہ ہم کفار

کو مارنے کی نیت سے تیر برسائیں۔ بلکہ علماء کے ایک گروہ کے مطابق اگر لشکرِ کفار سے قتال ترک کرنے کی صورت میں عام مسلمانوں کو کوئی خطرہ نہ ہوتب بھی ڈھال بنائے گئے مسلمانوں پر تیراندازی جائز ہوگی۔

{مجموع الفتاویٰ...۲۸،۵۳۷}

کیا نوکری چھوڑکے گھر نہیں آسکتے ھیں؟؟؟

اگرایک طرف یہ نچلا طبقہ آفیسرز سے مجبور ہے کہ مسلمانوں کیخلاف لڑو تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے بھی مجبور ہیں کہ مسلمانوں کیخلاف مت لڑو۔ اب اگر یہ فوج حکمرانوں کے حکم سے مجبور ہوکر مسلمانوں کیخلاف لڑی تو یا مرے گی یا بچے گی، توان میں سے جو مرا اس کی دُنیا اور آخرت دونوں تباہ و برباد ہوئی، اور جو زندہ بچا تو اس نے سر اور نوکری تو بچالی مگر ایمان وعمل سے فارغ ہوگیا۔

اور اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کو دیکھ کر لڑنے سے انکار کیا تو یا حکومت والے اس کو قتل کردیں گے یا نوکری سے ہٹادیں گے۔ اگر قتل ہوگیا تو شہید ہوجائیگا اور اگر نوکری کی قربانی دینی پڑی تو پھر ایمانِ وعمل کی حفاظت تو ہوجائیگی جو بہت بڑا سرمایہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ نوکری چھوڑ کر گھر آسکتے ہیں مگر پیسوں کی لالچ اور نوکری کی لالچ میں مسلمانوں کیخلاف لڑرہے ہیں، لہٰذا اس صورت میں انکو مجبور سمجھنا غلط ہوگا۔ کیا سرکاری نوکریوں کے علاوہ سب لوگ بھوکے مر رہے ہیں یا کما کر کھا رہے ہیں......؟؟ جیسے باقی لوگ جی رہے ہیں اب تک کوئی بھوکا نہیں مرا اس طرح یہ بھی نوکری چھوڑ کر بھوکے نہیں مرینگے انشاء اللہ بلکہ اگر خدا کے نام پہ غیرت کھائی تو اس بہتر بدلہ اللہ تعالیٰ عطاء فرمائیں گے۔

اگر افغان فوج سے لڑنا واجب ھے تو پاکستانی فوج سے لڑنا حرام کیوں...؟؟

افغانستان میں امریکہ کا ساتھ دینے والی افغان فوج اور پاکستان میں امریکا ساتھ دینے والی پاکستانی فوج میں خالصتاً شرعی نکتہ نظر سے کیا فرق ہے......؟؟ جبکہ دونوں کے جرائم بھی ایک جیسے ہیں اور دونوں اسی آقا کی خدمت میں مصروف ہیں جس نے اس خطے میں ظلم وفساد کا بازار گرم کررکھا ہے......! وہ کون سا شرعی اصول ہے جو افغان فوجی سے قتال کو مباح اور پاکستانی فوجی سے قتال کو حرام قرار دیتا ہے......؟

محض ناموں، رنگوں یا خودساختہ جغرافیائی حدود کی بنیاد پہ شرعی احکامات تبدیل نہیں ہوتے، نہ تو کسی افغانی فوجی سے لڑنا اس لئے واجب ہے کہ وہ افغانی ہے اور نہ ہی پاکستانی فوجی سے لڑنا اس لئے ممنوع ہوسکتا ہے کہ وہ پاکستانی ہے۔ بلکہ کسی امریکی سے بھی صرف اس لئے لڑنا فرض نہیں ہے کہ وہ امریکی ہے۔ یہ جہاد تو شریعت میں بیان کردہ ایک خاص وصف کی بنیاد پہ کیا جاتا ہے جس فرد یا گروہ میں وہ وصف پایا جائے گا اس کے خلاف قتال فرض ہوجائے گا، اور اب جس وصف کی بناء پر ہم امریکہ کی خلاف لڑرہے ہیں وہ ہے ''عدوّ صائل'' {حملہ آور دشمن} اور پاکستانی وافغانی دونوں افواج کا اس ''عدوّ صائل'' کا ساتھ دینا، پس جب ان دونوں افواج کا جرم ایک ہے تو ان دونوں کا شرعی حکم بھی ایک ہی ہوگا۔

یہ کہنا غلط ہے کی پاکستانی فوج امریکہ ہمکاری میں نہیں بلکہ ملک کے دفاع میں لڑرہی ہے، کہ کس سے کس چیز کا دفاع کررہی ہے کیا پاکستان کے اندر اسلامی نظام ہے اور مجاہدین اس قانون کو ختم کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ پاکستانی فوج مجاہدین کیخلاف برسرِ پیکار ہے......؟؟ یا پاکستان کے اندر کفری قانون ہے اور یہود ونصاریٰ کی حفاظت کی خاطر ملک کے دفاع کے نام پر پاکستانی فوج مسلمانوں کیخلاف لڑرہی ہے......؟؟ تاکہ ہمارا یہ مقرر کردہ فساق وفجار

بلکہ مرتد حکمران اور یہ فرسودہ نظام اور یہ عسکری اڈا محفوظ رہے۔ ورنہ تو افغانستان میں بھی وہاں کے علماء ان فوجیوں کو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ تم سب شہید ہو کیونکہ تم سب ملک کے دفاع کی خاطر لڑ رہے ہو۔ پھر افغانستان میں جا کر لڑنا بھی جائز نہیں ہونا چاہئے {افغانی فوج کے خلاف}۔ لہٰذا حقیقت یہ ہے کہ چاہے افغانستان ہو یا پاکستان ہر طرف کفر کا دفاع ہو رہا ہے۔ کفری نظام کی ترویج کی کوشش ہو رہی ہے لہٰذا افغانستان اور پاکستان مین تفریق کے بغیر ان مرتدین کیخلاف لڑنا ضروری ہے، تا کہ انکے غلیظ عزائم خاک میں مل جائیں۔

بعض کم فھمی پر مبنی شبھات کا اِزالہ

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص صرف میڈیا پر اکتفا کرتا ہے اُسی کی خبر کو حقیقت تسلیم کرتا ہے تو وہ جاہل مرکب بن جاتا ہے اور کبھی بھی یہ حالاتِ حاضرہ کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہر خبر میں کبھی ۱۰۰ فیصد نہیں تو ۹۵ فیصد جھوٹ ملا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جو حالاتِ حاضرہ کے میدان کے عملی شہسوار ہیں ان سے یہ بات مخفی نہیں ہے، تو ایسے اندھی تقلید والے جاہل حضرات کہتے ہیں کہ فوج باؤنڈری لائن پر جا کر ملک کا دفاع کرنا چاہتی ہے مگر مجاہدین راستے میں ان پہ حملہ آور ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں فوج بھی لڑائی پر مجبور ہو جاتی ہیں۔

حالانکہ معاملہ بالکل برعکس ہے ہے کہ مجاہدین مسلمانوں کی عزت و آبرو پر حملہ آور دشمن کے مقابلے کیلئے سرحد پار افغانستان جانا چاہتے ہیں اور پاکستانی فوج ان یہود و نصاریٰ کے دفاع کی خاطر مجاہدین پہ حملہ آور ہو جاتی ہے اور مجاہدین مجبور ہو کر اپنا دفاع پاکستانی فوج کیخلاف شروع کر دیتے ہیں باؤنڈری لائن پر یہ جھڑپیں تو کبھی کبھار ہوتی ہیں مگر باؤنڈری لائن تک جانے کا یہ طریقہ کیسے درست ہوا کہ باؤنڈری لائن پہ جاتے وقت عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور جوانوں سب کو قتل کرتے جاؤ، گھروں کا صفایا کرتے جاؤ، یہ سرحد کی حفاظت ہے یا وہاں کے مسلمانوں کی نسل کشی......؟ اگر فوج واقعی باؤنڈری (سرحد) تک جانا چاہتی ہے پاکستان اور مسلمانوں کا دفاع کرنا چاہتی ہے نہ قبائل کی نسل کشی تو مجاہدین خود اپنی حفاظت میں اسکو باؤنڈری لائن (سرحد) تک پہنچائیں گے۔ مجال ہے ایسی مخلص بہادر فوج کو پورے قبائلی علاقوں میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ باؤنڈری (سرحد) پر پہنچ کر ہماری نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ کی حفاظت کرتے ہیں۔ جسکا مشاہدہ کسی ذی ہوش سے مخفی نہیں کہ کبھی کرم ایجنسی میں دشمن کے طیارے پاکستانی باڈر کی خلاف ورزی کر کے مجاہدین کو نہیں پاکستانی فوج کو نشانہ بنا کر جاتے ہیں، کبھی بیرمل میں یہ حال ہوتا ہے، تو کبھی میرانشاہ اور باجوڑ میں اپنے ظلم کا بازار گرم رکھتے ہیں۔ اگر یہ ملک کے دفاع کی خاطر ہیں تو منہ توڑ جواب کے بجائے بیوہ عورتوں کی طرح صرف شور کیوں مچاتے ہیں......؟ تو اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ باڈر لائن پر فوج پاکستان کیلئے نہیں بلکہ افغان میں مقیم صلیبی لشکر کیلئے ہے کہ جس دشمن کے ہاتھ میں آپ کا سارا ملک ہے، سارا نظام ہے۔ فوجی اڈے اور ائیر بیس انکے قبضے میں ہیں تو پھر اُن سے ملک کے دفاع کا کیا مطلب......؟

دفاع تو ایسی چیز کیلئے ہوا کرتا ہے جو آپ کے قبضے میں ہوتا کہ اسے دشمن چھین نہ لیں۔ جو پہلے سے دشمن کے قبضے میں ہو اسکا دفاع کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ہوش میں آنے کی ضرورت ہے، دوست اور دشمن کو پہچاننا ضروری ہے۔

کیا مظلوم مسلمانوں کی مدد کی خاطر باؤنڈری لائن {سرحد} کراس کرنا مجاھدین کی غلطی ھے...؟؟

بعض روشن خیال حضرات یہ کہتے ہیں کہ مجاہدین کا باڈر لائن کراس کر کے افغانستان جانا ہی توان کی غلطی ہے اور پاکستان پر اپنی باؤنڈری لائن کی حفاظت ضروری ہے۔

توان حضرات کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ باؤنڈری لائن کراس کرنا صرف مجاہدین کیلئے جرم ہے یا صلیبی افواج کیلئے بھی......؟ اگر یہ سب کیلئے ہے توصرف مجاہدین کو کیوں روکا جاتا ہے......؟ پھر اتحادی ممالک {یہودونصاریٰ} کو بھی روکا جائے کہ پاکستان کے سارے اڈے اُن کے تصرف میں ہیں یہاں سے اُڑکر ایک اسلامی ملک کو تباہ کرتے ہیں، کیا جہاز پاکستانی باؤنڈری کراس کر کے نہیں جاتے ہیں......؟ کیا طورخم اور چمن پاکستانی باؤنڈری نہیں ہیں......؟ بلکہ یہاں سے افغانستان تک پاکستان ہی اس سامان کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ سب کچھ ان بے حسوں کو نظر نہیں آرہا صرف مجاہدین کا انتہائی خاردار راستوں سے گزر کر اپنی ماؤں، بہنوں تک پہنچنا ان کو واضح نظر آرہا ہے۔ ایسی بے شرم قوم کا خدا ہی حافظ۔

اور اگر یہودونصاریٰ کو تو اجازت ہے مجاہدین کو اجازت نہیں کہ یہودونصاریٰ یہاں سے مسلمانوں اور اسلام کا صفایا کریں گے اور مجاہدین اپنے مظلوم مسلمانوں کی مدد نہ کریں تو یہ کھلا ارتداد نہیں......؟

حالانکہ صرف مجاہدین کا نہیں بلکہ تمام مسلمانوں پر وہاں کے مظلوم عوام کی مدد فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا} النساء، ۷۵

ترجمہ: "اور تم کو کیا ہوا کہ نہیں لڑتے ہو اللہ کی راہ میں اور انکے واسطے جو مظلوم، جو مغلوب ہیں مرد اور عورتیں اور بچے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں نکال اس بستی سے کہ ظالم ہیں یہاں کے لوگ اور کردے ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور کردے واسطے اپنے پاس سے کوئی مددگار"۔

اور معترضین حضرات سے ہماری گزارش ہے کہ ان مظلومین کی مدد تمھارے اوپر بھی ایسے ہی فرض ہے جیسا کہ مجاہدین حضرات پر کہ تم بھی مسلمان تو ہو۔ لہٰذا میڈیا کو چھوڑ کر عملی میدان میں اُترو اور اپنا فرض ادا کرو تاکہ خسرالدنیا والآخیرۃ والا نہ ہوجائے۔

کیا یھودونصاریٰ ھمارے خالہ زاد بھائی ھیں...؟

کچھ مغرب کے رنگ میں رنگے ہوئے جاہل لوگ کہتے ہیں کہ یہ غیر ملکی {مجاہدین} یہاں سے نکل جائیں اپنے اپنے ملکوں میں جہاد کریں کیا ان کو وہاں جہاد کا موقعہ نہیں ملتا کہ وہاں تو اور بھی زیادہ گمراہی ہے اس کو ختم کریں، تاکہ ہمارے ملک پاکستان میں امن آجائے۔

ان احمقوں کی خدمت میں عرض ہے کہ دُنیا کا کوئی دانشور اس بات سے مخالفت نہیں کرسکتا کہ کسی قوت سے ٹکرانے کیلئے اجتماعیت کی ضرورت ہوتی ہے اگر دس آدمیوں کے مقابلے میں ایک ایک کر کے سو آدمی بھی لائے جائیں تو یہ سو آدمی شکست کھا بیٹھیں گے، اور اگر متحد ہو کر آئیں تو یہ دس بیچارے دُم دبا کر بھاگ جائیں گے۔ تو یہ بے سروسامان مجاہدین بیچارے متحد ہو کر بڑی مشکل سے دُنیا کے کُفر کا مقابلہ کر رہے ہیں اور اگر بکھر جائیں تو پھر تو یہ کُفر کی ایک دِن کی مار

ہے۔اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی متحد رہنے کا حکم دیا ارشاد فرماتے ہیں:

{وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعاً وَّلاَ تَفَرَّقُوْا} آل عمران، ۱۰۳

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ میں نہ پڑو''۔

اور ہمیشہ اتحاد کی ضرورت میدانِ جنگ میں بہت زیادہ ہوتی ہے،اور آج پاکستان اور افغانستان میدانِ جنگ بنے ہوئے ہیں {یہ کن کی غلط پالیسیاں ہیں وہ الگ مسئلہ ہے} لہٰذا پوری دُنیا کے مجاہدین یہاں ہی آئیں گے۔

دوسری بات یہ کہ کیا اتحادی فوجیں {یہود و نصاریٰ} ہمارے خالہ زاد بھائی ہیں......؟ یہ سب پاکستانی باشندے ہیں......؟ کیا یہ سب غیر ملکی نہیں ہیں......؟ کیا یہ اسلام اور پاکستان کے دشمن نہیں ہیں......؟ اگر یہ سب کچھ ہے تو پھر تمھیں مختلف علاقوں کے مسلمانوں بھائیوں سے بغض کیوں ہے......؟ اگر یہ کفار کا حق ہے کہ وہ مسلمانوں کے مُلک میں مُتحد ہو کر مسلمانوں کیخلاف کروائی کریں تو مسلمانوں کو یہ حق کیوں نہیں کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ملک میں مُتحد ہو کر کفار کا مقابلہ کریں......؟

میرے عزیزو! دراصل یہ مسلسل طاغوتی نظام کا نتیجہ ہے کہ آج مسلمان اپنے دوست دشمن کے درمیان فرق نہیں کر سکتا۔اپنے دشمن کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر مسلمان کا مقابلہ بڑے فخر سے کرتے ہیں۔اغیار کی برھنہ تہذیب وتمدن کے مقابلے میں پاک صاف اسلامی معاشرے کو عیب اور عار سمجھتے ہیں۔

اسکا علاج اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ ہم سب مُتحد ہو کر اس طاغوتی لشکر اور اسکے مردود اتحادی سے اور اسکے فرسودہ نظام کو شکست دے کر پاک صاف اسلامی معاشرہ قائم کریں تاکہ لوگوں کو قریب سے اسلام کی پاکیزہ زندگی دیکھنے کا موقع مل سکے اور طاغوتی نظام کی خرابیاں اور نحوست ان کے سامنے کھل جائے تاکہ پھر ایک واضح دلیل کی روشنی میں اپنا راستہ منتخب کریں۔

{لِیَهْلِکَ مَنْ هَلَکَ عَنْ بَیِّنَةٍ وَیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ} النفال، ۴۲

ترجمہ: ''تاکہ جسے برباد {گمراہ} ہونا ہو وہ واضح دلیل دیکھ کر برباد ہو،اور جسے زندہ {ہدایت یافتہ} رہنا ہے وہ واضح دیکھ کر زندہ رہے''۔

کیا یہ نسل کشی اور گھروں جائیدادوں کی مسماری یہود و نصاریٰ سے ہماری حفاظت کی خاطر ہے...؟

جب حالات اتنے خراب نہیں تھے تو ایک مرتبہ ایک فوجی آفیسر سے گفتگو کے دوران اُنہوں نے کہا کہ باپ اور دُشمن کے تھپڑ میں فرق ہوتا ہے کہ باپ ازرائے شفقت تھپڑ مارتا ہے تاکہ دُشمن کے تھپڑ سے حفاظت ہو،یعنی کہ یہ آپریشن باپ کی مار ہے یہود و نصاریٰ سے حفاظت کی خاطر،تو اُن کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ حضرت اگر باپ ہی ایسا تھپڑ رسید کرے کہ کام ہی تمام ہو جائے تو پھر یہ کیسی شفقت اور دُشمن سے بچاؤ کی صورت ہوگی،کہ دُشمن بھی زیادہ سے زیادہ یہی کچھ کرے گا۔تو وہ بالکل لاجواب ہو گیا۔کافی لوگوں کے ذہنوں میں بھی یہی بات ہے اور یہ نہیں دیکھتے کہ پاکستانی فوج نے قبائلیوں کی عزت کو پامال کیا۔عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو بھوکا پیاسا رکھ کر ماردیا، آدھے سے زیادہ لوگوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا،تقریباً تمام گھروں کو آگ لگا کر جلا دیا گیا،مویشیوں کو ذبح کر کے کھالیا،سینکڑوں کو قید و بند میں رکھا اور بے تحاشہ ظلم کا نشانہ بنالیا۔کہ کیوباوالوں کی کارگزاری بھی سنی ہے ان لوگوں نے کو بھی دیکھا ہے اور یہاں پاکستانی جیلوں کی داستان بھی سامنے آئی ہے۔پاکستان جیلوں میں مسلمانوں کے ساتھ جو برتاؤ کر رہا ہے وہ بیان کے قابل نہیں۔خدا

کی قسم سوچ سے بالاتر ہے ، مسلمانوں عورتوں کے ساتھ پاکستان کی جیلوں میں جو سلوک ہو رہا ہے نا قابلِ یقین ہے۔تو پھر یہ کیسے یہود و نصاریٰ سے ہمیں بچا رہے ہیں، پاکستان نے ہماری کونسی چیز یہود و نصاریٰ سے بچائی ہے......؟انسان کے پاس جان، مال اور عزت ہوتی ہے ، ان تینوں کا پاکستان نے ہی صفایا کر دیا پھر یہود و نصاریٰ سے حفاظت کس چیز کی......؟اس ظالم باپ اور نصاریٰ کے درمیان تو ہم نے کوئی فرق محسوس نہیں کیا، لہٰذا اس ظالم باپ کا ہاتھ اس بندوق سے توڑنے کے لائق ہے جس کو ہم نے یہود و نصاریٰ کیلئے تیار کر رکھا ہے کہ یہ بالواسطہ یہود و نصاریٰ کا ہاتھ ہے۔

نامردوں پر مردوں کو قربان کرنا کوئی دانش مندی نہیں

کافی لوگوں کے ذہن میں یہ بات گھسی ہوئی ہے کہ پاکستان کو بچانے کی خاطر یہ سب کچھ ہو رہا ہے ، پہلی بات تو یہ ہے کہ پاکستان پہلے کہاں محفوظ ہے......؟ یہ تو پہلے سے ہی بِک چکا ہے کہ پاکستان کا سارا نظام یہود و نصاریٰ کے ہاتھ میں ہے، ایوان کے فیصلے ان کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں، پاکستان کا کوئی اختیار نہیں کہ وہاں لڑے یا نہ لڑے بلکہ وہاں لڑے گا، وہ کرے گا جو یہود و نصاریٰ چاہیں گے۔تو دُشمن کے ہاتھ میں جکڑی ہوئی چیز کو دُشمن سے بچانے کا فلسفہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے، ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان غیور قبائل کو بھی باقی پاکستانیوں کی طرح دُشمن کے سامنے جھکنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

اور اگر بالفرض ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ پاکستان کو بچانے کی خاطر یہ سب کچھ ہو رہا ہے تو جن لوگوں نے پاکستان کو بیچ دیا، جن کے اندر حبّ الوطنی کا احساس تک نہیں ہے کہ جہاں کی ہوا آئے وہاں کا رخ کریں، جن کے اندر دشمن کو حق کہنے کی جرأت تک نہیں، جنہوں نے ساری زندگی بھینس گائے کا دودھ دوھیا ہو، جن کو اسلام سے کوئی سروکار نہ پاکستان سے کوئی سروکار ایسے لوگوں پر اُن لوگوں کو قربان کرنا جنہوں ساری زندگی ملک وملت کیلئے قربانیاں پیش کی ہوں، جنہوں نے خالی ہاتھ صرف ایک آدھ بندوق اور پتھر سے دُشمن کو بھاگنے پہ مجبور کیا ہو کہاں کی عقلمندی اور کہاں کا انصاف ہوگا......؟

پاکستان کے صحرا، ریگستان اور پہاڑوں سے جا کر دریافت کرو کہ تیری حفاظت کی خاطر کن لوگوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ہیں......؟ تیرے تپتے ہوئے صحراؤں اور تیرے برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر کہاں کے مسافروں نے رخسار رکھ کر دم توڑا ہے......؟ان نامردوں نے یا اُن غیور قبائل نے جن کی آج دہشت گردی کے نام پر نسل کشی ہو رہی ہے......؟

تو پاکستان کا حدودِ اربعہ بزبان حال یہ جواب دے گا کہ وہ تو وہی غیور قبائل تھے جنکو آج ان نامردوں پہ قربان کیا جا رہا ہے، جنہوں نے بچپن میں ماں کا دُودھ نہیں پیا بلکہ بھینس کا دُودھ پی کر جوان ہوئے ہیں۔تو ایسی بے ننگ اور بے حس نسل کو بچا کر پاکستان کو کیا فائدہ ہوگا۔یہ پاکستان کی حفاظت نہیں بلکہ زن نما مردوں کی حفاظت ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں۔

اور اگلی نہایت اہم بات کہ کون اتنا بے وقوف، بے غیرت ہوگا کہ کوئی شخص اپنے گھر، جائیداد، بیوی اور بچوں کو بچانے کی خاطر اُس کا گھر تباہ کر دیں، اُس کے بیوی، بچوں کو قتل کر دیں اور وہ خاموش تماشائی بنا رہے کہ ٹھیک ہے اپنا سب کچھ بچاؤ اور میرا صفایا کرو، کہ بھائی جب میرا گھر اُجاڑ دیا، بیوی، بچوں کو قتل کر دیا تو مجھے تمھاری آبادی کی کیا ضرورت، تمھارے بیوی، بچوں سے تو میری آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوں گی۔کوئی پاگل شخص بھی یہ برداشت نہیں کرے گا کہ اس کے بیوی، بچے قتل کر دیئے جائیں، اُس کا گھر اُجاڑ دیا جائے۔بلکہ جس شخص نے اُس کا گھر اُجاڑا ہوگا کبھی اس کا گھر آباد نہیں ہونے دے گا۔لہٰذا یہ غیور قبائل جو پاگل بھی نہیں، بے غیرت بھی نہیں، بے حس بھی نہیں، کبھی یہ برداشت نہیں کریں گے کہ باقی اپنے محلات میں مزے کریں، اپنا کاروبار سجائیں اور یہ تختہ مشق بنیں، بلکہ انتقام کا ایک خطرناک دِن ضرور آئے گا۔پھر ساری دُنیا دیکھی گی یہ غیور قبائل حالاتِ حاضرہ سے ناوقف اُجڈ دیہاتی تھے یا انتہائی کمزور اور

مجبور تھے، اس وجہ سے سب کچھ سہہ گئے۔ یہ فیصلہ پھر وقت کرے گا۔ لہٰذا اُجاڑ کر بچانے اور بسانے کا فلسفہ بڑا خطرناک ثابت ہوگا۔

لہٰذا یہ یا تو پورے پاکستان کو بچاؤ یا تو پورے پاکستان کو اُجاڑو یہ فلسفہ بہتر ہوگا۔ بعضوں کو بعض پہ قربان کرنا پاکستان کے ہر گلی کوچے میں آگ لگانے کے مترادِف ہے۔ جس کا کچھ مشاہِدہ تو ہو بھی رہا ہے، لہٰذا اس اُجاڑ بچاؤ کے فلسفے سے بچا جائے تو بہتر ہے۔

پاکستانی حکمرانوں اور فوج کیخلاف واضح فتاویٰ

اگر ان مرتدین کا کوئی گرویدہ اور ہمدرد انکے خلاف واضح فتاویٰ کا منتظر ہو تو واضح فتاویٰ بھی پیشِ خدمت ہیں:

{۱}......مفتی نظام الدین شہید رحمہ اللہ کا فتویٰ

مفتی صاحب نے اپنا یہ فتویٰ اکتوبر ۲۰۰۱ء میں کراچی میں ایک عوامی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سنایا۔ آپؒ نے فرمایا:

''پاکستان کا صدر پرویز مشرف یہود و نصاریٰ کی حمایت کی وجہ سے مسلمانوں پر حکمرانی کا حق نہیں رکھتا۔ آپ سب حضرات اور تمام پاکستان کے مسلمانوں پر فرض یہ ہے کہ ہر شرعی طریقہ اختیار کر کے اس کی حکومت کو ختم کریں، پرویز مشرف کو برطرف کیا جائے، وہ اپنے اس عمل، اپنے مؤقف کی وجہ سے مسلمانوں پر، پاکستان پر حکمرانی کا حق نہیں رکھتا ہے''۔

{خطاباتِ نظام الدین شامزئی شہید علیہ الرحمۃ، ج، ۱}

ایک اور مقام پر فرمایا: ''کسی مسلمان کیلئے خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں رہتا ہو، سرکاری ملازم ہو یا غیر سرکاری، اگر اس نے افغانستان پر امریکہ کے حملے میں کسی قسم کا تعاون کیا، جو کہ ایک صلیبی حملہ ہے تو وہ مرتد ہوگا''۔

{بحوالہ: التبیان فی کفر من اعان الامریکان}

{۲}........شیخ الحدیث مولانا نور الہدیٰ حفظہ اللہ کا فتویٰ

مولانا نور الہدیٰ صاحب کراچی سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ عالمِ دین ہیں کئی شروحاتِ حدیث اور تفاسیرِ قرآن کے مصنف بھی ہیں۔ ان کے طویل فتویٰ سے چند اقتباسات پیشِ خدمت ہے:

''اہلِ سوات، وزیرستان و دیگر قبائل کا نفاذِ اسلام کا مطالبہ ان کا شرعی حق ہے، بلکہ از روئے شرع نہ صرف وہ، بلکہ تمام باشندگان ملک شرعاً مکلّف ہیں اور ان پہ فرض ہے کہ وہ یہ مطالبہ کریں۔ اس لئے فوج کا ان سے اس مطالبے کی بنیاد پہ ان سے لڑنا حرام اور کفر ہے، بلکہ ارتداد اور زندیقیت ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ مجاہدین وقبائل امر اللہ یعنی قانونِ شریعت کی طرف رجوع کرنے کیلئے نہ صرف تیار بلکہ مطالبہ کنندگان ہیں تمام اہلِ وطن اور بقیہ مسلمانوں پر فوج کے خلاف ان کے شانہ بشانہ لڑنا فرض ہے جب تک وہ قانونِ شریعت اور نظامِ خلافت کی طرف نہ لوٹے''۔

پھر فرماتے ہیں: ''اہلِ سوات و دیگر علاقہ جات پر اپنا دفاع فرض ہے، بلکہ خروج بھی جائز ہے۔ کیونکہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ دُشمنوں، کُفار، چوروں، ڈاکو اور دوسرے مجرموں سے اپنی رعیت کی جان، مال، آبرو اور دین کی حفاظت کرے، جب کہ یہاں تو افواج اور حکومت خود فساد برپا کرتے ہوئے ان کی جان

و مال اور املاک کی تباہی کے درپے ہیں۔

ترجمہ: {اور جب وہ پلٹا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے اور کھیتیوں اور نسلوں کو برباد کرنے کیلئے دوڑ دھوپ کرتا ہے، اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتے، اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر تو غرور اسے گناہ پہ مزید جما دیتا ہے، سو جہنم ہی اس کیلئے کافی ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے}۔

البقرہ۔۲۰۶،۲۰۵

ایسی مفسد اور ظالم حکومت کے خلاف بغاوت انہیں شرعاً حق ہے، فقیہ ابو اللیث السمرقندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''رعایا پر والی کی اطاعت {خلیفۃ المسلمین} اس وقت تک واجب ہے جب تک وہ معصیت کا حکم نہ دے، پس جب وہ معصیت کا حکم دے تو رعایا کیلئے اس کی {خلافِ شرع} بات ماننا جائز نہیں، البتہ خروج بھی جائز نہیں۔ ہاں اگر وہ ظلم کرے تو اس کیخلاف خروج جائز ہے''۔

اور {مولانا نور الہدی صاحب} فرماتے ہیں: ''پاکستانی فوج یا ایف سی وغیرہ کا کوئی فرد اس لڑائی میں مرے گا جہنمی ہوگا، اور اہلِ سوات وقبائل کا کوئی فرد ان کے مقابلے میں مرے گا تو شہید ہوگا {انشاء اللہ}، نفاذِ شریعت کا مطالبہ عوام کا نہ صرف حق ہے بلکہ ان پر فرض عین ہے''۔

اسلامی ریاست میں عدمِ خروج کا نظریہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا نہیں

''عدمِ خروج کا نظریہ بعد کے فقہاء کا ہے۔ انہوں نے بھی خروج کیلئے جو شرائط اختیار کی اس وجہ سے کیں کہ ہر کوئی اُٹھ کر اور چند لوگوں کا جتھا لے کر خروج کیلئے نہ نکل کھڑا ہو۔ اس سے اسلامی خلافت اور خلافتِ اسلامیہ کے کمزور ہونے کا خطرہ قوی تھا۔ اب جب صورتحال یکسر مختلف ہے، مسلمانوں کے چھپن، ستاون ممالک ہیں کہیں بھی اسلامی خلافت نہیں قائم نہیں ہے نہ شریعت کی بالادستی ہے۔ پاکستان کا ریاستی ڈھانچہ سرمایہ دارانہ جمہوری نظام پر مبنی ہے، اس کا آئین ایک لبرل آئین ہے، اس کی تمام تر معیشت کا دارومدار سود پر ہے، اس لئے پاکستان کو اسلامی مملکت تصور کرنا اور اس ریاست پر وہی شرعی احکام لاگو کرنا جو خلافت وامارت پر لاگو ہوتے ہیں کیوں کر درست ہوسکتا ہے......؟

اس وقت جو کُفریہ نظامِ اقتدار چل رہا ہے اسکا تو اول وآخر مقصد ہی دینی شعائر کی، اسلامی روایت ودینی فکر کو پامال کرنا اور اس کی جگہ کافرانہ افکار ونظریات کو مستحکم کرنا ہے''۔

{مولانا فضل محمد کا اقتباس . . . تحریک لال مسجد، فریضہ امر بالمعروف والنہی عن المنکر کا عملی سبق}

شیخ الحدیث مولانا فضل محمد حفظہ اللہ {دعوتِ جہاد} میں لکھتے ہیں:

امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ، نفاذِ شریعت کیلئے جہاد کرنا پچاس {۵۰} نفلی حج کرنے سے افضل ہے۔ اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

۱۴۵ ہجری کا واقعہ ہے کہ خلفائے بنو عباس کے فرمانروا منصور عباسی کے خلاف بصرہ میں وغیرہ میں محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم نفس مرضیہ، دو بھائیوں نے نفاذِ شریعت اور اقامتِ دین کی غرض سے جہاد کا اعلان کیا۔ ان حضرات کو کئی شہروں میں نمایاں کامیابی بھی حاصل ہوئی۔ جہاں یہ حضرات قابض ہوجاتے تھے وہاں مکمل شریعت نافذ کرتے تھے۔ جہاں علمائے کرام ان کے حامی تھے، وہاں امام ابو حنیفہؒ اس تحریک کے روحِ رواں تھے۔

الیافعیؒ نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ ابراہیم کی حمایت کیلئے لوگوں کو علی الاعلان جہاد پر اُبھارتے تھے اور لوگوں کو حکم دیتے تھے کہ ان کے ساتھ ہو کر حکومت کا مقابلہ کرو، امام زفر فرماتے ہیں کہ ابراہیم کے زمانے میں امام ابو حنیفہؒ ان کی حمایت میں بڑے شد ومد کے ساتھ بولنے لگے تھے۔

{بحوالہ: امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی سیاسی زندگی، مؤلف: مولانا مناظر احسن گیلانی، صفحہ: ۳۴۳}

اس کا مطلب یہی ہوا کہ امام صاحب حکومت کے انتقام سے قطعاً بے پرواہوکر اعلانیہ ابراہیم کی حمایت کا دم بھرنے لگے اور نہ صرف خود بلکہ جو بھی ان کے زیرِ اثر تھا اس کو بھی ابراہیم کی حمایت پہ آمادہ کرتے تھے اور امر دیتے تھے، اگر امر کے اصطلاحی معنی لئے جائیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ان کا ساتھ دے کر حکومتِ ظالمہ کے مقابلے کو فرض قرار دیتے تھے اور کیسا فرض......!؟ ذرا دیکھیں کہ کوفہ کے مشہور محدث ابراہیم بن سوید کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے ابراہیم بن عبداللہ کے خروج کے زمانے میں دریافت کیا کہ فرض حج ادا کرنے کے بعد آپ کا کیا خیال ہے کہ {نفلی} حج کرنا زیادہ بہتر ہے یا اس شخص یعنی ابراہیم کی رفاقت میں حکومت سے مقابلہ کرنا زیادہ ثواب کا کام ہے......؟ ابراہیم بن سوید کہتے ہیں کہ غور کیساتھ میں نے دیکھا کہ امام صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس جنگ میں شرکت ایسے پچاس حج سے زیادہ افضل ہے۔

{مذکورہ بالا حوالہ کے ساتھ}

امام ابوحنیفہؒ کے اس فتویٰ سے ایک تو یہ مسئلہ حل ہوگیا کہ نفلی پچاس حج سے جہاد افضل ہے، دوسرا یہ مسئلہ حل ہوا کہ نفاذِ شریعت کیلئے مسلح جدوجہد کرنا، اسلحہ اُٹھانا مسلمانوں پر فرض ہے، اگرچہ حکومتِ وقت اسلام کے نام پر قائم ہو۔ دیکھئے منصور عباسی آخر مسلمان تھا اور آج کل کے حکمرانوں سے بدر جہاء بہتر تھا مگر نفاذِ شریعت کیلئے امام ابوحنیفہؒ نے اس کے ساتھ لڑنے کو جائز قرار دیا اور جو اس میں مارا جائے اس کو شہید قرار دیا۔

امام صاحب کے نزدیک کفار کو چھوڑ کر ان حکمرانوں کے خلاف لڑنا افضل ہے

چنانچہ مصیصہ کی چھاؤنی کے ایک کمانڈر کا بھائی ابراہیم کے ساتھ ہوکر حکومت کی فوجوں کے ہاتھوں مارا گیا، اس کا بھائی مصیصہ سے آیا اور امام صاحب سے ملا اور کہا کہ میرے بھائی کو آپ نے اُبھارا اور وہ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا، یہ آپ نے بہت بُرا کیا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ میں تو چاہتا تھا کہ کفار کے مقابلے سے دست کش ہوکر تم یہاں آجاتے اور جہاں تمھارا بھائی شہید ہوا تھا وہیں پر تم بھی شہید ہوجاتے تو یہ اس سے بہتر ہوتا کہ جو تم کفار کے مقابلے میں مصیصہ میں تھے، اور تم جو جہاد کر رہے ہو اس سے مجھے یہ جہاد زیادہ پسند ہے جس میں تمھارا بھائی مارا گیا۔

{دعوتِ جہاد}

آج تو مسئلہ ہی کچھ اور ہے کہ مجاہدین بیچارے دفاعی پوزیشن میں ہیں اور اپنے دفاع کی خاطر ان کے سامنے دو قسم کے طبقے ہیں ایک یہود و نصاریٰ اور دوسرا نام نہاد مسلمان حکمرانوں کا طبقہ، تو اس سے یہ بات تو واضح طور پہ معلوم ہوتی ہے کہ یہود و نصاریٰ سے زیادہ ان کے خلاف جہاد کرنا افضل ہے، اسلئے کہ ایک تو نفاذِ شریعت کے مُنکر ہیں اور دوسرا یہود و نصاریٰ کے دفاع میں مجاہدین کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ لہٰذا کفار سے پہلے ان کا دماغ ٹھیک کرنا وقت کا اہم فریضہ ہے۔ واللہ اعلم

{۵۰۰}..........................پانچ سو علمائے کرام کا فتویٰ

سن ۲۰۰۴ء میں پاکستان بھر کے ۵۰۰ سے زائد علمائے کرام نے اوزیرستان میں فوجی آپریشن کے خلاف اور مجاہدین کے دفاعی جہاد کے حق میں ایک تاریخی

فتویٰ جاری کیا تھا، اس فتوے کی رو سے ''دہشت گردی'' کے خاتمے کے نام پہ کی جانے والی فوجی کاروائیاں شرعاً ناجائز و حرام ہیں۔ اس میں شریک ہونیوالے فوجیوں کی شرکت بھی حرام اور موت بھی حرام ہے اور ان کے بالمقابل اپنا دفاع کرنے والے 'مجاہدین' اور ''مارے جانے والے'' شہید ہیں۔

فتوے کا اقتباس

{۱}......موجودہ حالات میں پاکستانی فوج کا وانا {وزیرستان} میں مجاہدین اور ان کے حامی مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی ختم کرنے کے نام پہ کاروائی کر کے اُن کو گرفتار کرنا، کرانا قرآن وسنت کی صریح نصوص کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز وحرام اور سخت گناہ ہے۔ خواہ یہ کاروائی امریکہ کے شدید دباؤ کی وجہ سے ہو یہ بغیر دباؤ کے ہو۔ دونوں صورتوں میں کافروں کو خوش کرنے کیلئے مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی کاروائی خواہ وہ ان کو شہید کرنے کی صورت میں ہو یا ان کو گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کرنے کی صورت میں۔ متعدد آیات واحادیثِ مبارکہ اور عباراتِ فقہاء کی روشنی میں ناجائز اور حرام ہے۔ ان صریح آیات کے پیشِ نظر شریعت نے کسی مسلمان کیلئے کسی دوسرے مسلمان کے خلاف کاروائی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ نیز اگر یہ مسلمانوں کو یہ اندیشہ بھی کہ اگر ہم نے غیر مسلموں کا یہ مطالبہ نہیں مانا تو غیر مسلم خود ہمیں قتل کر دیں گے یا کسی شدید نقصان میں مبتلا کر دینگے تب بھی ان کا یہ مطالبہ ماننا مسلمانوں کیلئے جائز نہیں ہے۔

{۲}......حاکمِ وقت کے کسی ایسے حکم کو ماننا اور اس کی اطاعت کرنا جو شریعت کے خلاف ہو ہرگز جائز نہیں حرام ہے۔ لہٰذا حاکمِ وقت کسی بے گناہ کے قتل یا گرفتار کرنے کا اپنی رعایا یا اپنی فوج کو حکم دے تو اس حکم کی تعمیل ہرگز جائز نہیں، وانا میں مسلمانوں کے خلاف حکومتی کاروائی چونکہ شریعت کے خلاف ہے اس لئے فوج کیلئے اس کاروائی میں شریک ہونا جائز نہیں۔ لہٰذا مسلمان فوجیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف ہونے والی اس قسم کی کاروائی میں شریک ہونے سے انکار کر دیں ورنہ وہ بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہوں گے۔

{۳}......مذکورہ صورت میں حاکمِ وقت یا کمانڈر کے خلافِ شرع حکم پر عمل کرتے ہوئے جو فوجی اس کاروائی میں شریک ہوگا وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا اور اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ ہرگز شہید نہیں کہلائے گا۔ جہاں تک ایسے لوگوں کی موت واقع ہونے کی صورت میں نمازِ جنازہ پڑھانے اور اس میں لوگوں کی شرکت کا تعلق ہے تو ایک مسلمان کی غیرت، حمیت اور دینی جذبے کا یہ تقاضا ہے کہ ایسے لوگوں کی نماز جنازہ میں کوئی بھی شریک نہ ہو اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھانے کیلئے کوئی آگے ہو۔

{۴}......ایسے تمام افراد جو اِن ظالمانہ فوجی کاروائیوں میں مارے جائیں چونکہ شرعاً معصوم اور بے گناہ ہیں لہٰذا وہ شرعاً شہید ہوں گے۔

اس فتوے پر دستخط کرنے والوں میں سے چند ممتاز علمائے کرام کے اسمائے گرامی

مفتی نظام الدین شامزئی شہید علیہ الرحمۃ، مولانا شیر علی شاہ صاحب {جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک}، مولانا مختار الدین صاحب {کربوغہ شریف}، مولانا فضل محمد صاحب ...، مولانا عبد العزیز صاحب {لال مسجد}، ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب، مفتی سیف اللہ صاحب {رئیس دار الافتاء جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک}، مفتی حمید اللہ جان صاحب {رئیس دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور}، مولانا محمد امین شہید علیہ الرحمۃ {ہنگو}۔

محترم دوستو...!! سمجھنے والے، ماننے والے کیلئے اتنا کچھ ہی کافی ہے اور جو لوگ روزانہ پانچ سو علمائے کرام کے فتویٰ کے منتظر رہتے ہیں وہ تو پھر منتظر رہیں گے۔

کہ آج کل کی اس ظالم حکومت کے خلاف فتویٰ دینا بھی آسان کام بھی نہیں ہے کہ جو علمائے کرام فتویٰ دے چکے ہیں وہ پر بھی راضی ہو چکے ہیں کچھ تو اس ارفع مقام پر فائز ہو چکے ہیں اور کچھ انتظار میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان باقی ہستیوں کی حفاظت فرمائیں۔